تصوف کے سلسلہ "امینیہ" کی علمبردار 'معراج العاشقین' کی اولین ترتیب واشاعت

شازیہ عنبرین*

حماد رسول**

Abstract

"Miraj-ul-Aashiqeen" was frist published by Maulvi Abdul Haq with muqadmma and Farhang from Hyderabad Deccan in 1343 Hijri. The subject of "Miraj-ul-Aashiqeen" is Sufism, whose poles go to the "Amina Family" and whose founder is Syed Shah Amin-ud-Din Alla. In the light of modern research, researchers are divided into two groups regarding the author of "Miraj-ul-Aashiqeen" and the first motivator of this difference of opinion is the Muqadamma of Maulvi Abdul Haq, written for "Miraj-ul-Aashiqeen". This book is of special importance in the history of Urdu literature due to its subject 'Sufism' and the orthodoxy of its language.

Keywords: Miraj-ul-Aashiqeen, Maulvi Abdul Haq, Silsala-e-Ameenia, Sufism, Urdu, Modern Research, Crticisim.

ملخص:

"معراج العاشقین" پہلی بار ۱۳۴۳ ہجری بمطابق ۱۹۲۴ء میں مولوی عبدالحق نے مع مقدمہ و فرہنگ حیدر آباد دکن سے شائع کرائی۔ "معراج العاشقین" کا موضوع تصوف ہے جس کے ڈنڈے "خانوادۂ امینیہ" سے جا ملتے ہیں جس کے بانی سید شاہ امین الدین اعلیٰ ہیں۔ جدید تحقیق کی روشنی میں "معراج العاشقین" کے مصنف کے حوالے سے محققین دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور اس اختلافِ رائے کا اولین محرک "معراج العاشقین" کے لیے لکھا ہوا مولوی عبدالحق کا مقدمہ ہے۔ اردو ادب کی تاریخ میں یہ کتاب اپنے موضوع 'تصوف' اور اپنی زبان کی قدامت کے سبب خاص اہمیت رکھتی ہے۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

بابائے اردو مولوی عبد الحق نے 'معراج العاشقین' ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۲۴ء میں دو نسخوں کی مدد سے مرتب کر کے مع مقدمہ و فرہنگ، تاج پریس حیدر آباد، دکن سے شائع کرائی اور ثابت کیا کہ یہ مختصر کتاب سید یوسف المعروف شاہ راجو قتال کے صاحبزادے اور دکن کے نامور بزرگ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز (۷۲۱ھ تا ۸۲۵ھ) کی تصنیف ہے۔ بابائے اردو مولوی عبد الحق کے بعد ڈاکٹر خلیق انجم اور ڈاکٹر گوپی چند نارنگ (۱۹۵۷ء) اور تحسین سروری (۱۹۶۱ء) نے بھی 'معراج العاشقین' کو مدون کیا۔ ان سب کے نزدیک 'معراج العاشقین' نہ صرف بندہ نواز گیسو دراز کی تصنیف ہے بلکہ اردو کی پہلی مربوط نثری کتاب بھی ہے۔

'معراج العاشقین' کے مقدمے میں بابائے اردو مولوی عبد الحق نے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے سوانحی حالات اختصار کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ انہوں نے خواجہ بندہ نواز کا سال پیدائش [1] نہیں بتایا۔ حالانکہ وہ معمولی سی کاوش سے ان کے سال پیدائش کا تعین کر سکتے تھے کیونکہ مقدمے میں کئی مقامات پر مولوی صاحب نے خواجہ صاحب کی عمر گنوائی ہے۔ مثلاً جب وہ پہلی مرتبہ اپنے والد شاہ راجو قتال کے ہمراہ دکن تشریف لائے تو ان کی عمر چار، پانچ سال تھی [2]۔ اسی طرح جب شاہ راجو قتال کا انتقال ہوا تو اس وقت مولوی صاحب نے خواجہ بندہ نواز کی عمر پندرہ سال بیان کی ہے۔

والد کی وفات کے بعد وہ اپنی والدہ کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے اور حضرت نصیر الدین چراغ کی خدمت بھی حاضر ہوئے۔ اس وقت مولوی صاحب نے ان کی عمر سولہ سال بتائی ہے۔

شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نے ۷۵۷ھ میں رحلت فرمائی۔ ان کے بعد خواجہ بندہ نواز مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ ۱۸۰۱ء میں تیمور نے دلّی پر حملہ کیا تو خواجہ صاحب مع اہلِ وعیال ترک وطن کر کے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت مولوی صاحب نے خواجہ بندہ نواز کی عمر اَسی (۸۰) سال بتائی ہے۔ [3]

---

[1] خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا سال پیدائش پروفیسر سیّدہ جعفر نے خواجہ بندہ نواز کے مرید خاص اور رفیق و ہمدم محمد علی سامانی کی 'سیر محمدی، ۳' کے حوالے سے ۴/ رجب ۷۲۱ھ بمطابق ۳/ ستمبر ۱۳۲۱ء لکھا ہے۔ (پروفیسر سیّدہ جعفر، پروفیسر گیان چند جین، **تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک**، (دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، جلد دوم، ۱۹۹۸ء)، ۳۲

[2] خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، **معراج العاشقین**، مرتبہ، مولوی عبد الحق، مقدمہ، (حیدر آباد دکن: اج پریس، ۱۹۲۴ء)، ۲

[3] ہارون خاں شیرانی، **دکن کے بہمنی سلاطین** میں خواجہ بندہ نواز کے ورودِ دکن کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "جب وہ (خواجہ بندہ نواز) گلبرگہ تشریف لائے تو ان کی عمر نوے (۹۰) سال سے زیادہ تھی" ص ۱۲۲، بحوالہ، تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک، ۲: ۴۰

اپنی عمر کے آخری پچیس سال[4] انہوں نے دکن (گلبرگہ) میں گزارے۔ ۸۲۵ھ میں گلبرگہ میں انتقال فرمایا۔ اس وقت مولوی صاحب نے ان کی عمر ایک سو پانچ سال لکھی ہے۔[5]

بابائے اردو مولوی عبدالحق نے خواجہ بندہ نواز کی عربی، فارسی اور دکنی تصانیف کا تذکرہ بھی کیا ہے: ''حضرت کو تصنیف و تالیف کا خاص شوق تھا اور آپ کے قلم سے ایک سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں نکلی ہیں۔''

بابائے اردو کے پاس بھی خواجہ بندہ نواز کے متعدد رسالے موجود تھے لیکن خواہش رکھنے کے باوجود مولوی صاحب نے انہیں شائع نہیں کیا[6] کیونکہ ''مجھے ان کے شائع کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ ہمارے ہاں قدیم سے یہ دستور رہا ہے کہ لوگ اپنی تصانیف کو بعض مشاہیر اور نامور بزرگانِ دین سے منسوب کر دیتے ہیں چنانچہ حضرت معین الدین چشتی اجمیری اور غوث الاعظم حضرت عبدالقادر جیلانی کے نام سے فارسی دیوان شائع اور رائج ہیں۔۔۔۔ اس بنا پر مجھے ہمیشہ یہ شبہ رہا کہ جو رسالے میرے پاس موجود ہیں وہ حقیقت میں حضرت بندہ نواز کی تصنیف ہیں یا نہیں۔''

اس ساری صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے مولوی عبدالحق مسلسل اس کھوج میں لگے رہے کہ خواجہ بندہ نواز کے کسی رسالے سے متعلق یہ تحقیق ہو جائے کہ یہ انہی کی تصنیف ہے تو اسے شائع کیا جاسکے۔ اتفاقاً انہیں مولوی غلام محمد انصاری وفا، مدیر، 'تاج' نے ڈاکٹر محمد قاسم کے کتب خانے میں موجود خواجہ بندہ نواز کے ایک رسالے 'معراج العاشقین' کے بارے میں بتایا۔ اس نسخے کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں نسخے کا سال کتابت بھی درج تھا۔

---

[4] بابائے اردو مولوی عبدالحق (اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام)، ۳۳؛ حکیم شمس اللہ قادری (اردوئے قدیم، ۴۱) اور نصیر الدین ہاشمی (دکن میں اردو، ۳۶) نے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی گلبرگہ آمد کا سنہ، ۸۱۵ھ لکھا ہے جو کہ درست نہیں۔ گلبرگہ میں ان کی آمد کا سال ۸۰۳ھ ہے اور انہوں نے گلبرگہ میں پچیس نہیں بلکہ بائیس سال قیام کیا، (عبدالقادر سروری، علی گڑھ تاریخ ادب اردو)، ۱۵۶

[5] خواجہ بندہ نواز نے ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ء بروز دوشنبہ نماز اشراق و چاشت کے درمیان وفات پائی اور ایک سو چار سال چار ماہ بارہ دن کی عمر پائی۔ (محمد سامانی، ''سیر محمدی'')، ۴۴

[6] مختلف محققین نے خواجہ بندہ نواز کی تصانیف کی مختلف تعداد اور مختلف نام گنوائے ہیں لیکن ایک بات جو سب کے ہاں مشترک ہے وہ یہ کہ ان سب رسائل اور کتب کے بارے میں دعویٰ کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خواجہ بندہ نواز کی ہی تصانیف ہیں۔

"این نسخہ شریف رافقیر حقیر سراپا تقصیر سید محمد نصیر در قلعہ نصرت آباد ساگر من مضافات دارالظفر بیجاپور بتاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک ۱۱۷۶ یک ہزار و یک صد و ہفتاد و شش ہجری از نسخہ متبر کہ قدیم کہ مکتوبہ ۹۰۶ نہ صد و شش ہجری بود نقل نمود۔"

جس سے معلوم ہوا کہ یہ نسخہ ۹۰۶ ہجری میں لکھے گئے ایک قدیم قلمی نسخے کی نقل ہے۔ اس نسخے کی ایک نقل مولوی صاحب کے کتب خانے میں بھی تھی لیکن اس کے آخر میں ترقیمے کی مذکورہ بالا عبارت درج نہیں تھی۔ اس کے علاوہ خواجہ بندہ نواز کے ایک مرید محمد عبداللہ بن محمد رحمن چشتی نے احمد شاہ بہمنی (۸۲۸ھ-۸۶۲ھ) کے زمانے میں تصوف کی ایک ضخیم کتاب 'عشق نامہ' تصنیف کی تھی۔ اس میں بھی خواجہ بندہ نواز کی دو کتابوں 'معراج العاشقین' اور 'ہدایت نامہ' کا کئی جگہ تذکرہ آیا ہے۔ (مقدمہ، ص۷)[7] ان سب حقائق کے پیش نظر بابائے اردو نے 'معراج العاشقین' کو مرتب کرنے کا فیصلہ کیا۔ 'معراج العاشقین' کی تدوین کرتے ہوئے انہوں نے دونوں قلمی نسخوں کو اپنے سامنے رکھا۔ اس کے باوجود انہیں تصحیح و ترتیب میں بے حد دُشواری پیش آئی کیونکہ "دونوں نسخے بہت غلط، بد املا اور بد خط ہیں۔"

لیکن مولوی صاحب نے ہمت نہیں ہاری۔ کہیں سیاق عبارت کی مدد سے اور کہیں قیاس سے کام لے کر مسخ شدہ اور غلط لفظوں اور عبارتوں کی تصحیح کی اور ۱۳۴۳ھ میں پہلی بار قدیم اردو کا ایک قابلِ قدر نمونہ اہلِ اردو کے سامنے پیش کیا۔ جس سے ۹۰۶ھ کے زمانے کی زبان کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس کتاب کو مرتب کرتے ہوئے یہی مقصد بابائے اردو کے پیشِ نظر بھی تھا۔

"اس سے قبل کی تحریری زبان کا نمونہ ملنا دُشوار ہے اگرچہ یہ کوئی ادبی کتاب نہیں ہے اور اوّل سے آخر تک سراسر تصوف ہے تاہم اس زمانے کی زبان کا تھوڑا بہت پتہ ضرور لگتا ہے اور موجودہ حالت میں یہ کچھ کم نہیں بلکہ بہت غنیمت ہے۔"

بابائے اردو مولوی عبدالحق نے کتاب کے آخر میں مشکل الفاظ کی فرہنگ بھی شامل کی ہے اور مختصر اختلافات نسخ بھی حواشی میں درج کیے ہیں:

---

[7] شمس اللہ قادری نے بھی 'اردوئے قدیم' میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ "خواجہ بندہ نواز کے مرید عبداللہ چشتی کی تصنیف 'عشق نامہ' میں خواجہ کی تصانیف میں 'معراج العاشقین' کا بھی نام ہے۔"، ۴۱

'معراج العاشقین' کے شائع ہونے کے بعد محققین اور ناقدین مسلسل اس کے مصنف اور موضوع کے حوالے سے خامہ فرسائی کرتے رہے۔ خود مولوی عبدالحق بھی کتاب شائع کر دینے کے بعد بھی اس کی اصل کی کھوج میں لگے رہے۔ ان کی وفات کے بعد اگست ۱۹۶۲ء کے 'ہم قلم' کراچی کے شمارے میں ان کا ایک مضمون بعنوان 'اردو زبان و ادب' شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے اعتراف کیا کہ 'معراج العاشقین' کے علاوہ اور بھی کئی رسالے ہیں مثلاً تلاوت الوجود، دارالاسرار، شکارنامہ، تمثیل نامہ جو قدیم اردو میں ہیں اور خواجہ صاحب سے منسوب ہیں حالانکہ تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے دکنی یا قدیم اردو میں کوئی کتاب نہیں لکھی۔ ان کی سب کتابیں عربی یا فارسی میں ہیں۔ لکھتے ہیں:

> '' اخبار الاخیار' تصنیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور 'جوامع الکلم' تالیف سید حسین المعروف بہ سید محمد اکبر حسینی فرزند اکبر خواجہ بندہ نواز جس میں حضرت کے ملفوظات و حالات وغیرہ تفصیل سے درج ہیں نیز دیگر کتابوں میں جس میں حضرت کا تذکرہ ہے کہیں اس بات کا اشارہ تک نہیں پایا جاتا کہ دکنی یا قدیم اردو میں بھی ان کی کوئی تصنیف ہے۔ قرینِ قیاس یہ ہے کہ ان کے فارسی، عربی رسالوں کے ترجمے ہیں جو ان کے نام سے منسوب کر دیئے گئے ہیں۔''[8]

'معراج العاشقین' کے لیے لکھے گئے۔ مولوی عبدالحق کے مقدمے اور بعد میں اس مضمون کے ذریعے دیگر محققین کو بھی تحریک ملی کہ اصل کا کھوج لگایا جائے۔ ڈاکٹر حسینی شاہد نے ۱۹۶۵ء میں 'سید شاہ امین الدین اعلیٰ - حیات اور کارنامے' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھا۔ جو ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا جس میں پہلی بار واضح اور مدلل انداز میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ 'معراج العاشقین خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی تصنیف نہیں ہے۔ اس موضوع پر ان کے نگران ڈاکٹر حفیظ قتیل نے ۱۹۶۸ء میں 'معراج العاشقین' کا مصنف، کے نام سے ایک کتاب حیدرآباد سے شائع کی۔ چونکہ ڈاکٹر حفیظ قتیل کی کتاب، ڈاکٹر حسینی شاہد سے پہلے شائع ہوئی۔ اس لیے اس انکشاف کا سہرا انہیں کے سر باندھا جاتا ہے۔ ان کا

---

[8] مولوی عبدالحق، **اردو زبان اور ادب**، (کراچی: ہم قلم، اگست ۱۹۶۲ء)، ۸۷

ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے تذکرہ مخطوطات اردو (جلد پنجم) میں یہی بات کی ہے۔ ''خود رسالہ 'معراج العاشقین' کے بارے میں بھی مجھے یہ شبہ ہے کہ ان کا مولفہ نہیں بلکہ ان کے کسی مرید نے اسی زمانے میں اس کو اردو میں منتقل کیا ہے۔''، ص ۱۸۷

دعویٰ ہے کہ 'معراج العاشقین' مخدوم شاہ حسینی (جن کا زمانہ گیارھویں صدی ہجری کا آخر اور بارھویں صدی ہجری کا اوائل ہے) کی "تلاوۃ الوجود" کا ناقص اور بے ربط خلاصہ ہے۔[9]

'معراج العاشقین' کا موضوع 'تصوف' ہے۔ مولوی عبدالحق نے مقدمے میں کتاب کے موضوع پر کوئی تحقیقی و تنقیدی روشنی نہیں ڈالی جس پر اعتراض کرتے ہوئے ڈاکٹر حفیظ قتیل نے لکھا: "مولوی صاحب نے اس رسالے کے متن پر غور نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ غالباً[10] یہ تھی کہ انہیں علم تصوف سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔"[11]

جبکہ ڈاکٹر حفیظ قتیل کو تصوف سے خاص دلچسپی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے 'معراج العاشقین' میں بیان تصوف کا سلسلہ جس کے ڈانڈے انہوں نے خانوادۂ امینیہ سے ملائے ہیں۔ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

> "معراج العاشقین، کے مضامین یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ رسالہ حضرت امین (امین الدین اعلیٰ) کی تعلیمات سے مستفاد ہی نہیں بلکہ ان پر اضافہ بھی ہیں اس رسالہ کا عہد تصنیف یقیناً حضرت امین کی وفات (۱۰۸۵ھ) کے بعد کا زمانہ ہے۔"[12]

ڈاکٹر حفیظ قتیل نے اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے کہ اسلامی تصوف میں چار عناصر (آب، آتش، باد اور خاک) کا ذکر کیا جاتا ہے جبکہ 'معراج العاشقین' میں بار بار پانچ عناصر بشمول عنصر 'خالی' کا ذکر آتا ہے اگر خواجہ بندہ نواز کے مسلک میں پانچ عناصر ہوتے تو ان کے سلسلے کے خلفاء بھی اس کا ذکر کرتے لیکن حضرت امین الدین اعلیٰ سے پہلے ان کے والد برہان الدین جانم تک محض چار عناصر کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ 'معراج العاشقین' میں جن 'تنوں' اور ان کے جن 'خواصوں' کا ذکر کیا گیا ہے وہ فلسفہ 'امینیہ' کے مطابق اور تصوف بندہ نواز سے مختلف ہیں۔
ڈاکٹر گیان چند جین، ڈاکٹر حفیظ قتیل کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "معراج العاشقین، میں پانچ عناصر کا ذکر سب سے بڑی شہادت ہے کہ یہ بندہ نواز کی تصنیف نہیں ہو سکتی۔ اس کی اور 'تلاوہ الوجود' کی داخلی اور خارجی شہادتوں کے ہوتے اس میں شبہ نہیں

---

[9] حفیظ قتیل، ڈاکٹر، **معراج العاشقین کا مصنف**، (حیدر آباد: شعبہ اردو، جامعہ عثمانیہ، ۱۹۶۸ء)، ۲۹

[10] ڈاکٹر حفیظ کی کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک قابلِ ذکر بات یہ سامنے آئی کہ وہ غالباً، تقریباً، شاید جیسے لفظ بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ قیاس بھی بہت زیادہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک محقق کو ان سب سے گریز کرتے ہوئے معروضی انداز اپنانا چاہیے۔

[11] حفیظ قتیل، ڈاکٹر، **معراج العاشقین کا مصنف**، ۵

[12] ایضاً، ۶۳

رہتا کہ 'تلاوت الوجود' مخدوم شاہ حسینی کی تصنیف ہے اور 'معراج العاشقین' اس کی ایک ناقص اور ژولیدہ تلخیص ہے جس کا زمانہ بارھویں صدی ہجری کا نصف اوّل ہونا چاہیے۔''[13]

ڈاکٹر ہاشم علی بھی ڈاکٹر حفیظ قتیل کی تحقیق کو درست مانتے ہیں:

''عادل شاہی دور کی دو اہم نثری تصانیف 'کلمۃ الحقائق' اور 'کلمۃ الاسرار' کے بعد قطب شاہی دور کی شاہکار نثری تخلیق 'سب رس' کا ذکر ضروری ہے۔ حضرت بندہ نواز سے 'معراج العاشقین' کا انتساب مشتبہ ہے۔ اس لیے حضرت برہان الدین جانم کا نثری رسالہ، کلمۃ الحقائق' ہی پہلا نثری کارنامہ مانا جاتا ہے۔''[14]

جدید تحقیق کی روشنی میں 'معراج العاشقین' کے مصنف کے حوالے سے محققین دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ کچھ (نصیر الدین ہاشمی، محی الدین قادری زور، حکیم شمس اللہ قادری، ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ، ڈاکٹر روبینہ ترین وغیرہ) مولوی عبد الحق کی رائے کو مقدم سمجھتے ہیں اور کچھ (ڈاکٹر حسینی شاہد، ڈاکٹر گیان چند جین، ڈاکٹر سیّدہ جعفر، ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر تبسم کاشمیری، ڈاکٹر ہاشم علی) ڈاکٹر حفیظ قتیل کی تحقیق کو درست سمجھتے ہیں۔

اس 'اختلافِ رائے' کا اولین محرک 'معراج العاشقین' کے لیے لکھا ہوا بابائے اردو کا مقدمہ ہی ہے۔ اکثر لوگ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اگر م'معراج العاشقین' کے مصنف کے حوالے سے کامل یقین نہیں تھا تو انہیں کتاب شائع ہی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ نہ وہ کتاب شائع کرتے اور نہ یہ مباحث چھڑتے۔ عام روزمرہ زندگی میں اگر ہم دیکھیں تو انسان کا ہر اُٹھنے والا قدم اسے کہاں لے جاتا ہے وہ یقین سے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان خود کو زنجیروں میں مقید کر لے۔ تحرک ہی اصل زندگی ہے اور اختلافِ رائے ہی زندہ معاشرے اور زندہ ادب کی پہچان ہے۔ ڈاکٹر حفیظ قتیل نے ایک سو سات[۱۰۷] صفحات پر مشتمل کتاب 'معراج العاشقین' کا مصنف، میں بار بار یہ اصرار کیا کہ مخدوم شاہ حسینی 'معراج العاشقین' کے مصنف ہیں۔ انہوں نے مولوی عبد الحق کی مرتبہ کتاب پر مختلف اعتراضات بھی اُٹھائے لیکن کچھ باتوں کا دانستہ یا نادانستہ ان کو اعتراف بھی کرنا پڑا۔ مثلاً بابائے اردو مولوی عبد الحق کی 'معراج العاشقین' کے بارے میں تحقیق دو بنیادوں پر استوار ہے:

---

13 **تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک**، ۲: ۲۹۶

14 ہاشم علی، ڈاکٹر، **دکنی نثر کی تدریس طریق کار اور مسائل**، مشمولہ، فکر و تحقیق، دکنی ادب نمبر، (دہلی: ترقی اردو بیورو، جلد نمبر ۱، شمارہ ۱، ۵۱، جنوری تا جون ۱۹۸۹ء)

۱۔ ڈاکٹر محمد قاسم کے کتب خانے میں 'معراج العاشقین' کے نسخے جس میں سنہ کتابت ۹۰۶ھ درج ہے۔

۲۔ محمد عبداللہ بن محمد عبدالرحمن چشتی کی کتاب 'عشق نامہ' جس میں خواجہ بندہ نواز کی کتابوں میں 'معراج العاشقین' کا نام بھی درج ہے۔

ان دو شہادتوں کی بنا پر بابائے اردو نے 'معراج العاشقین' کو خواجہ بندہ نواز سے منسوب کیا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں ڈاکٹر حفیظ قتیل کو دستیاب نہیں ہو پائیں۔ لکھتے ہیں:

"راقم الحروف کو ممکنہ سعی کے باوجود محمد عبداللہ کی تصنیف 'عشق نامہ' دستیاب نہیں ہو سکی۔"[15]

"ڈاکٹر محمد قاسم کا نسخہ راقم الحروف کو دستیاب نہیں ہو سکا، اور نہ تو 'معراج العاشقین' کا کوئی دوسرا ایسا نسخہ ملا جو اس سنہ کی تصدیق یا تردید کر سکتا۔۔۔ اس لیے عقل سلیم ڈاکٹر محمد قاسم کا نسخہ جس نسخے سے نقل کیا گیا۔ اس کے سنہ کتابت ۹۰۶ھ کو غلط سمجھنے پر مجبور ہے۔ اس کے باوجود یہ سنہ ایک سوالیہ نشان بن کر سامنے آتا ہے کہ آخر کاتب نے یہ سنہ کیوں لکھا۔ اس سوال کا جواب دینے کے لیے محقق کو سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ اس کو دکنی مخطوطات میں سنین کی کثرتِ اغلاط پر قیاس کرے۔"[16]

یہاں ان کے دلائل کمزور پڑ جاتے ہیں جن کتابوں تک ان کی رسائی نہیں ہو پائی۔ ان پر شک کرنا اور قیاس کرنا کس حد تک درست اور قابلِ قبول ہے۔ بہر حال 'معراج العاشقین' کا مصنف کون ہے؟ اس کا فیصلہ تو یقیناً آنے والا وقت ہی کرے گا لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اردو ادب کی تاریخ میں یہ کتاب اپنی زبان کی قدامت کے سبب خاص اہمیت رکھتی ہے اور اس کتاب کی پہلی بار ترتیب و تدوین اور اشاعت کا سہرا بابائے اردو مولوی عبدالحق کے سر ہے۔

---

[15] حفیظ قتیل، ڈاکٹر، **معراج العاشقین کا مصنف**، ۳

[16] ایضاً، ۱۰۴